
AKHBAR
OUDH PUNCH
Volume. VIII
1923
LUCKNOW.
۱۹۲۳

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ہائیکورٹ الہ آباد کے نادر اخلاقی مصنفات) یہ وہ نادر تصنیفات ہین جنھون نے اُردو زبان علمی زبان بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک بچے کو پڑھائیے اور کام کا آدمی بنائیے اگر خود بڑے ہیے تو زندگی کی قیمت بڑھائیے۔

علم الاخلاق۔ مسلم گرلز اسکول کے کورس مین داخل تھی۔ اُردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی مین شامل تھی۔ مجلد قیمت مع محصول ڈاک ۱۲/

افراد کا سبب۔ پیشہ ور کے مطالعہ کی چیز ہے۔ اُردو ۱۲/

الدین اور الکون۔ یعنے موازنہ مذہب و سائنس۔ اُردو ۱۲/

امور عامہ۔ عربی۔ فلسفہ عقلی کا کارآمد متن ہے ۴/

زائد خریدارون کو کمیشن معقول دیا جائیگا۔

المشـــــــــتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فرنچ طلا

کمی لاغری اور کمزوری کے بے نفع بخش ہے اور بعد قوت پیدا کرتا ہے۔ تندرست اور معمولی مریضون کے بے عیب [illegible] سکے لگانے سے کوئی تکلیف نہین ہوتی ہے اور [illegible] کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے چند روز استعمال سے پوری شبابی حالت پیدا ہو جاتی ہے قیمت فی بکس [illegible] نمونہ کا بکس صرف [illegible] مع محصول ڈاک۔

مارل انیل کمپنی

پوسٹ بکس ۸۹۳ رنگون ملک برما

مسی لذت النساء

باتصویر

[illegible] مین یہ تصویر عورت [illegible] عورت کی پہچان اور اس کا [illegible] ۔۔۔ [illegible]

منیجر اصلی کوک شاستر دواخانہ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ [illegible] کی چند ہی جلدین [illegible] ہین جلد طلب فرمائیے [illegible] مع محصول ڈاک [illegible] جلد [illegible] بہترین [illegible] موجود ہین [illegible] طلب کرنا چاہیے فی جلد [illegible] علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

بے حاسد ہو

نوجوانان کی دوا

[illegible]

دوا [illegible] مفت [illegible]

دورہ گیسری یعنی داد کی دوا

[illegible]

بال [illegible]

[illegible] بڑی فہرست [illegible] مفت [illegible]

پتہ:۔ سکھ سنچار کمپنی متھرا

اودھ اخبار

اودھ پنچ کے جلیسون کو اودھ پنچ کے شوخ ریمارک در فقرون کا پورا لطف نہین آسکتا جب تک اُن ریمارک اور فقرون کی تفصیلات اودھ اخبار مین مفصل نہ سن لین۔

بہتا ہوا مین اودھ پنچ کے ناظرین اودھ اخبار سے روزانہ ملاقات کر سکتے ہین۔

[illegible] حضرت گنج لکھنؤ مین ہے۔

جلد ۸ نمبر ۲۴

مضامین غیر

جمعہ ۲۲ جون سنہ ۱۹۲۳ء

ایک نظر معدوم اودھی

نمبر ۳

(بسلسلہ ۱۵ جون سنہ ۱۹۲۳ء)

کوڑیاں ہیں جواہرات کے مول
کیسہ کشا و چشم عبرت کھول
خس و خاشاک کے لگے ہیں ڈھیر
لوٹ لوٹ ولے ہے اندھیر

نمبر ۹ - مہمنہ شکایت بنام منیجر ایجنسی سرپرست بیکاران و مرثیہ خوانان جہان:

میری سرگزشت

شیخ سے پیر ہوئے پیر سے دلگیر ہوئے
آخر عشق کچھ ہوئے ماتم شبیر ہوئے

مکرمی جناب منیجر صاحب - تسلیم۔ آپ نے مشورہ دیا تھا کہ یہاں کوئی مدرسہ مرثیہ خوانی و سوز خوانی کا نہیں ہے اگر تم کو نوحہ گوئی کا شوق ہے تو محرم میں مرثیہ خوان بن جایا کرو چالیس دن کماؤ اور سال بھر مزے سے گھر بیٹھے کھاؤ۔ منبر پر پڑھنے کا شوق بھی ہے کار رشید بھی کہلاؤ گے۔ ثواب بھی ہوگا۔ مشورہ منیجر بنہایت معقول ہے اکثر آدمی اسی پیشہ سے بھلا چنگا نفع اٹھاتے ہیں مگر سہ

گلیم بخت کسے کہ بافتند سیاہ
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

مثل مشہور ہے جاؤ چت دشمن وہی کرم کے جہین میں نے پہلے ہی مرحلہ میں جو مصیبت اٹھائی ہے اسکا کیا ذکر سنانا ہوں باو نوازش کوئی دکھڑا تو سیر دنیا ہے کہ عیش بے نیش سے ہم آغوش ہوں خاک بسر ہم ابھی مباش میں تھا کہ اصلی جنیوں کی بھیر یعنی مرثیہ خوانوں کی ایک کھیپ نے گٹھری گٹھری باندھی مرثیہ کا بستہ بغل میں دبایا اور شتر بے مہار گستہ کی طرح جدھر سینگ اٹھا چل کھڑے ہوئے خر گم کردہ کی طرح بندہ بھی اس جنڈلی کے ساتھ ہو لیا۔ واضح رہے کہ دیہات میں اکثر ایک ہی دن کی تعزیہ داری ہوتی ہے (شاذ و نادر ساتویں سے لے کے عاشورہ تک) پس ہم لوگوں کا سفر بظاہر قبل از وقت تھا لیکن جب خود بندہ کی کوئی جگہ معین نہ تھی تو تلاش کی غرض سے چند دن ذلیل سفر کرنا ہی مناسب معلوم ہوا۔ سفر کی تھیلیاں۔ کوٹے تمباکو کی تھیلا بستر۔ مرثیوں کا بستہ۔ کپڑوں کا ایک بقچہ پان کی کابسہ - افیم کی ڈبیا۔ قلیا حقہ ہر شخص کے ساتھ قریباً اتنا ہی سامان تھا۔ صبح سویرے شہر سے باہر نکلے سارا دن سنیچر ستانے نا ہموار کھیتوں کی مینڈھ میں سنبھالتے ہوئے چار روز میں تیس چالیس کوس کا فاصلہ طے کیا۔ منزل کا حال تھا منزل نا معلوم چلچلاتی دوپہر کی دھوپ چندیا چٹخا رہی تھی کھیتوں کی گرد عرق آلود چہرہ پر جمی ہوئی خاک کی نژادی کا ثبوت بل ہانکتے کو دن ڈھلتے راہ پیمائی میں صرف تھے - اتفاقاً ٹھاکروں کے ٹھاکر صاحب اپنے بردہ (ڈیوڑھی) میں رونق افروز تھے ہم مصیبت زدوں کو دیکھا آدمی تھے رمضانی پاسی کو بھیجا کہ ان مغلوکوں کو بلا دو دیکھو یہ لوگ کہاں جاتے ہیں کس ارادے سے آئے ہیں یہاں منیجر بلانے دوپہر یا منا کے لیے خود ہی ایک جائے پناہ کی ضرورت تھی پاسی نے فوراً طلب جو سنایا تو دم میں دم آیا۔ حاضر دربار ہوئے مجرا سلام بندگی کے بعد ٹھاکر صاحب نے آوارہ گردی کا سبب پوچھا۔

بندہ: حضور ہم لوگ مرثیہ خوان ہیں۔ آج چھ سات روز سے مجلس ماتم کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

ٹھاکر: اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟

بندہ: جدھر آب و دانہ کی کشش لے جائے۔

ٹھاکر: ہمرو یہاں مجلس ہوت ہے دس ایک دن ہوت ہے آپ کا جی چاہے تو آن دس دن یہاں ٹھہریں۔

ڈھونڈھا کیا پایا ہے درد تھمیں ہم لوگ فوراً آمادہ ہوگئے۔ برہ کے سامنے ایک کچا مکان تھا وہیں ہم سب فروکش ہوئے دری بچھ گئی ہاتھ منھ دھویا اتنے میں سلمان نائی آیا اور اپنے ساتھ گرماگرم روٹیاں ماش کی دال اور سکہ گھی لایا۔ دیکھنے کے بعد روٹی دال کی صورت دیکھی۔ گویا ڈوبتے کو دریا کا کنارہ ملا۔ خوب بھتے مارے اور پڑ کے سو رہے شب کو معمولی کھانے کے علاوہ چند طبق مٹھائی کے آئے اور پھر پان کے ساتھ ایک ایک روپیہ۔ مٹھائی اور روپیہ سوائم تقسیم ہوا۔ لالہ بھی ہمراہ تھے سب کے نام لے لیے تھے گلاب اپنے دل میں خوش بیٹھے کہ باگی ابھی ہے۔

ایک: چچا نواب افیم گھوٹنے اور پینے کو چارہ کی فکر میں مشغول تھے۔ سامنیں کو فکر انتظام کے مصروف تھے مہمان اپنے اپنے یہاں کا دستور ہے۔ یہاں مٹھائی کے ساتھ روپیہ بھی بانٹے جاتے ہوں گے۔

دوسرے روز دال روٹی پر خوب ہاتھ آزمائیاں ہوئیں آٹھویں تاریخ ٹھاکر صاحب نے طلب فرمایا۔

چچا نواب: کیا حکم ہے؟

ٹھاکر: آپ لوگن کو کوئی تکلیف تو نا ہیں ہے

چچا: نہیں ٹھاکر صاحب! آپ کے اقبال سے چین ہے

ٹھاکر: ہم چاہت ہیں کہ آپ کچھ پہلے سنائیں تو ہم بھی دیکھیں کس کس پڑھت ہیں

چچا: بہت خوب۔ انگریز ڈاکٹر حکیموں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ پہلے سن لیتے ہیں۔

دری بچھ گئی تکیہ سامنے رکھا گیا جوڑیں اپنی اپنی گلے بازی کا امتحان دینے لگیں۔ چچا نواب تجربہ کار پرانے مشاق جو اپنے بازو کو ساتھ لیے بیٹھے تو امام باڑہ چار نائی دھوبی گنجر سے ٹھاکر صاحب بہت خوش ہوئے

(۱) اے یوسف ... کی متاع ... لگالی ... ہے (یعنی نماز ہے) کہ جیسے بیمار لیٹا ہے

(۲) کس کس ... ہے ماس ... کی جدائی

ٹھاکر: آپ آپ لوگ جائیں آرام کریں کل امام صاحب کا چبوترہ لیپا پوتا جائی تو آپ لوگ ... ہم بہت کھوس بھئے اگلی بار محرم آپ لوگن کی مہمانی دھرم یا ... بہت اچھا بھائی۔

حاضرین کو چچا نواب نے آس دینے کے لیے اپنا بازو مقرر فرمایا تھا۔ لہٰذا انہی توصیف و تحسین میں بندہ بھی شریک اور اپنے اس حلقہ اول کی کامیابی ...

پھولتی نہ سماتا تھا۔ مگر ائے اسے یہ خوشی بڑی طرح
مجھے پڑی خدا اس گھڑی کو غارت کرے جب یہ اعلان دیا گیا
رات ایک چارم ختم ہو چکی تھی ہم لوگوں نے اپنی ڈیوڑھی کا
کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ کھانے پانی سے فراغت کر لی تھی
کہ اتنے میں دروازے پر دو ایک لٹھ پڑے "ارے کھولیے" (مرثیہ خوان)
"اے میاں بیٹے سے ہیں ڈر سو رہے ہیں (لیٹ رہے) دروازہ
کھولو تمہاری بہنی کی ...... (گالی)"

چچا (آواب بند کر دیں) ارے بھائی دروازہ کھول دو ٹھاکر
صاحب نے مٹھائی بھیجی ہوگی۔ آج خوش بہت ہوئے۔
دروازہ کھلا آگے آگے لالٹین لیے دو آدمی پیچھے پیچھے
ایک بارہ تیرہ برس کا لڑکا۔

پاسی: "یہ بیو، ٹھاکر صاحب کے چھوٹے بنو (بیٹے)
آئیں ٹھاکر صاحب گھر ماں تریت (تعریف) کہیں تو ان
پر روئے لاگے کہ ہم ہوں مکتب (نشستیں) سنیں گے (اٹھو) اٹھو
قصیدہ سناؤ۔"

میں: (چچا کے کان میں) لیجیے مٹھائی آ گئی۔

پاسی - ارد... بڑھو کہاں گوا... ارے اٹھو
پڑھو کا ہے مری کرت ہو... بٹوا ٹھاڑ ہے لڑکا کھڑا
نہیں"

چچا نے نیم بی کے روٹی کھائی تھی تھا منہ سے لگائے
چینک کے مزے لے رہے تھے اور آج مرثیہ خوانوں کے
اکھاڑے میں پالا انھیں کے ہاتھ رہا تھا اس پر بہت خوش
تھے۔ چار و ناچار اٹھے محفل جم گئی۔ لڑکا آگے بیٹھ گیا
سوز شروع ہوا۔

آ........ ندیا کنارے بانوی بی....... الخ

دو ایک سوز پڑھنے کے بعد چپ ہو رہے لڑکے نے پاؤں
پھیلائے "ہم کو اور سنیں گے"

پاسی: "مارے مراثی کے بولو ... جات ہے۔
پڑھو تو پڑھو نا ہیں تو رہیوں لاٹھی..... بھاٹ
جاتی (گالی)"

چچا - ہاں بھائی (بھائی) ہاں ہم تو مظلوم سید ہیں
(دو کر) تمہارے ملک میں جا ہے گالیاں دو ... ماریں
(جانے) مار اب تو تمہارے بس میں ہیں شریف لوگوں
کا زمانہ تو گیا۔"

پاسی: "ارے پڑھو بہت باتیں نہ بناؤ"

پھر چند سوز پڑھے۔ بارے خدا خدا کر کے صاحبزادے
ٹلے۔ دروازے کی کنڈی بند کی گئی گیارہ بجے
بچھونے پر لیٹے۔ ابھی پیٹھ بستر پر اچھی طرح لگی نہ تھی
کہ پھر دروازہ کھڑکھڑایا۔

چچا: "ائے پھر کوئی آفت آئی۔ یا بوا کی رعاش
نہ کھولنا (دھب دھب دھب) کیسے جا دھب
دھب میاں تو نہیں کھولوں گا۔"

پاسی: "تمیے کہاں ... اوخسیٹے خان ...
کا سانپ سونگھ گوا۔ ارے کھولو کنوار سے
ٹھنے (ٹھی) سانجھ (شام) ... اور بیچ
بکیسے لاگا... کھلو آئے ہاہی"

چچا: "ہائے ہائے یارو کیا قہر ہے۔ کیا مذہب ہے
آج رات بھر پلک جھپکنے کی مہلت دے گی یا نہیں
جھنی کرل دو دروازہ"

پوچھنے سے معلوم ہوا کہ ٹھاکر زادہ خود دسنے
گھر پہنچے تو اپنی پھوپی سے قرش گھوئی کی
ثنا و صفت فرمائی پھوپی صاحب کے خیال ...
کی ایسی عجیب و غریب چیز سے میرا لڑکا محروم رہ جائے
اور بھتیجا اکیلے سنے بڑی ننگی کی بات ہے ٹھاکر صاحب
سے شکایت کی۔ انھوں نے فوراً دو سپاہی ساتھ
کیے بھانجے صاحب سو رہے تھے جگائے گئے
اور بھیجے گئے۔ از سر نو مجلس برپا ہوئی۔ چچا اپنی
جان سے عاجز سر نکالے کہیں ... اور جانا
کہیں ہے آواز بھرائی ہوئی۔ مگر ... درویش پر
جان درویش۔ دونوں ساتھیوں نے چچا
کے سر ... دیکھ کے پوچھا تھا کہ سون ... یا پکڑ
لاٹھی کے ہو لے اور مزہ ... الغا دیا
سے ترا صبح کی گئی تو اٹھے اور شہرک مجلس ...
دو گھنٹے تک ان بھیتے (بھانجے) صاحب نے
زکری لی۔ آخر سعادت اب ایک نیچ چکا
ہے وہ کا حل یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کا دور ختم ہوا
اور بڑوں کی باری آئی بیٹے ٹھاکر صاحب کے
ولیعہد یا صاحبزادہ کلان جن کی عمر اٹھارہ انیس
سال ہوگی تشریف لائے اور ذرا ... تشریف
تشریف لائے۔ حجامت کا آنا بعد آپ کا آنا

برابر دروازے کی چولیں ہل گئیں۔
"اوخسیٹے کہاں! تمہارے باپ کی تمہاری بہنی کی
.... اوٹھو۔ لیو پھر منڈیا سو رہیں۔ بھیا
آئے ہیں جب تک ان کا سنائے دیو"

معمولی بات نہ تھی وارث سلطنت صاحب تشریف
لائے زہے نصیب۔ بڑے میاں ابکی چچا جی کے نذر گئے

پاسی: "بڑھو کا ہے رووت ہو"

بھیا - "جاسے گنوار ارے یہ لوگ محرم ماں
رووا کرت ہیں"

چچا: "مرے حضرت اپنی جان کو رو رہا ہوں
ہائے کیا حسینی وقت پڑ گیا۔ گالیاں بھی نہ کھائی تھیں
آج وہ بھی کھا لیں"

میں: "چچا صبح ... مٹھائی کھاتے ہیں وہی گالیاں
بھی کھاتا ہے"

چچا: "ارے بھیا آگ لگے ایسی مٹھائی کو"

پاسی: "ارے جبار (زیادہ) نہ ... مٹھائی بھور ہو
نے تو منگائے دی جائے"

بھیا: "ارے کوئی لالا کر تمہیں ان کے پاس جاؤ
دیکھو تو سہ کھانے (توشہ خانہ) ماں مٹھائی رکھی ہے
تو اُٹھائے لاؤ"

حکم کی دیر تھی آدمی گیا اور توشہ خانہ سے ایک
تھال برفی کا اُٹھا لایا دس بارہ آدمی تھے آدمی
آدھی چھٹانک برفی تقسیم ہوئی۔ مٹھائی ملنے کے
بعد مزہ کیسا پڑھتے اور قریب ہو گئے اب ... کا ڈیب
نے ... سیاہ دکھایا پاسیوں نے ہاتھ جوڑ
کے کہہ دیا کہ بھیا جی اب کسی کو لانا نہیں اور ہم رہ جائیں
وہ ہنستے ہوئے چلے گئے۔

دن بھر خوب سوئے۔ برفی کا تھال ختم ہوا۔
تقسیم کا وقت ہی نہ ملا۔ شام کو ماتم کدہ ...
تو ... دیکھا گیا مرثیہ خوان ... بلائے
گئے ان کا فرض تھا کہ ... بڑا ساڈھول
آیا "دھوں دھوں دھوں دھوں" کی صدا بلند
ہوئی۔ ... کا غول ایک طرف تھا ... کا
غول دوسری طرف سے ہر ایک کے ہاتھ میں لٹھ
"یا حسین حسین" کی پکار۔ مشعلیں روشن کی گئیں

تعزیہ گشت کے لیے آراستہ ہوا۔ ٹھاکر صاحب برآمدے میں کرسی نشین ہیں۔ چچا کو حکم ملا کہ مرثیہ سواری پڑھیے "بچا غول کے اندر گھسے تعزیہ کے قریب پہنچ کے مرثیہ نکالا۔ آآآآ۔

جب تیر بدا نے گنا ہون سے پشیمان ہوا صدا آئی:-

"چپ سادھے بیٹھے توری بلیا کی ۔۔۔۔ کھونس دیہون ڈنڈا سارے کے منھ مان۔ تبرا پڑھتے ہیں"

چچا: ارے بابان (بابا) یہ تبرے نہیں ہے۔

"آآآ جب تیر بدا اپنے گنا ہون سے پشیمان ہوا" آآآآآآ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

"چپ چپ توری مہتاری کی ۔۔۔۔۔ مارون پھر پھر تبرا پڑھیے لاگا۔"

اب کی ڈنڈا حلق تک پہونچ ہی گیا۔ ہائے چچا آہ کی بیکسی دیکھی نہیں جاتی تھی۔ رومال کا پیسو نا دہ منھ معمول کے زیادہ دہ زیادہ پھاڑ پھاڑ کے دیکھنا۔ جس وقت یاد آتا ہے کلیجہ شق ہونے لگتا ہے۔

آخر ٹھاکر صاحب باہر نکل آئے "کیا ہے کیا ہے ارے نکاوان سالون کو پڑھنے نہیں دیتے"

چچا (حضرت ٹھاکر صاحب کے سامنے گر پڑے) خداوند آبرو بچائیے!

ٹھاکر۔ ماروان (سالن) سالون کا پانچ پانچ جوتا (چچا سے) آپ چپ رہیں۔ ان سالون کا ماتم ماتم کرنے دیں۔"

"حسین حسین حسین حسین" کہہ کر ایک طرف چلاتے ایک طرف دو چار چلتے لٹھ پیٹتے ہم لوگ گیا چلا سے چاہتے تھے کہ کنبر یون سے بازی بچا لیکن کنبر ایسے اس فکر میں کہ جلا ہون سے دور ہیں۔ تا صبح یہی ہنگامہ رہا آخر ٹھاکر صاحب بنفس نفیس تعزیہ لیکے دوسری راہ گردہون کی طرف روانہ ہوئے۔ مرثیہ خوانون کا گروہ ہمراہ لیا۔ بعد دفن تعزیہ دونون گروہون کو سمجھا کے ماتم موقوف کرایا۔ ہم لوگ حال عاشور تین مشغول ہوئے۔ شام کو قریب آٹھ بجے کے بعد چچا کو بھی کا خیال پیدا ہوا۔ بڑی بیت پہلے دن کی تھی سیوم اٹھائی تو دسے قریب ۔۔۔۔ حصہ میں آئی

دن جیرہ کا نی دیر تک مجلس کا تبرک آیا۔ ہر ایک نے اپنا حصہ منھ میں رکھ لیا۔ آدھ گھنٹہ گذرا ہوگا۔ کہ گھمسن شروع ہوئی سرکا لوچکرا یا شرے سیان چیخے "ارے رین رین یارون مجھے تو کوئی آسمان (آسمان) پر اٹھائے لیے جاتا ہے۔۔۔۔ دیکیا۔۔۔۔ غضب ہوا۔۔۔۔۔ اٹھے اور دری پر پیشاب کر دیا۔ طرفہ ماجرا یہ کہ ایک ہی مصیبت میں سب گرفتار سائیس کو حصہ نہیں ملا تھا وہ اپنے ہوش میں تھا اسکا بیان ہے کہ کچھ بچے شریف اور مولوی انوار رحم کے باغ میں آسیب زدہ لوگون کا یہ عالم ہوگا جو ہم سب کا تھا کوئی چھت پر بیٹھا کوئی بے گنگی تا ئین اڑا تا آتا۔ کوئی چیختا کوئی چلاتا۔ نائی غلام کو کھانا پہونچانے آیا تو کوئی اپنے آپے میں نہ تھا نائی نے یہ بیداد دیکھ سب سبزی دسری اور ہوگئے۔ یوکا جو ا تھا۔

ٹھاکر صاحب کے یہان ایک حکیم صاحب بھی تھے ٹھاکر صاحب کے لیے فلک سیر کی برفی تیار کی تھی شب کو توشہ خانہ کے داروغہ نے دھوکے مین وہی برفی بھیجدی۔ اور ستم غریبون کو سنگتی کا ناچ نچا دیا تھے تاتھیا تاتھیا کرنے۔ جب حکیم صاحب کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو انھون نے خدا جانے کیا کچھ تدابیر فرمائے ہمین صرف اتنا معلوم ہے کہ گلے مین سخت خراش تھی۔ پانچ چار روز مین حواس درست ہوئے۔ گھر یاد آیا دلیسی کی ٹھہری مگر رخصتی کا انتظار ہے۔ ٹھاکر صاحب فرماتے ہین "آپ ہی کا گھر ہے جب تک جی چاہے رہیے۔ ابھی آپ لوگون کو اچھی طرح آرام نہیں ہوا۔ (بہت بہت ہنسی)

چچا: نہیں خداوند اب تو رخصت ہی فرمائیے۔"

ٹھاکر: "اچھا جیسی آپ کی مرضی جائیے۔"

چچا: "ابھی تک رخصتانہ نہیں ملا۔"

ٹھاکر: ارے باؤ تو رمدینوا کو کاہے سسر انکا انعام نہین رم دینوا۔ نا ہین صاحب ہم تو لالہ کم بخت نران کے ساتھ جانے کے دے آئے ہیں۔"

چچا: "ارے بھئی کس کو دے آیا؟"

رم دینوا: "دھا سسر یہان (یہ یہان) آئے ہتے

(مرتے وقت) بیانی کرت ہے۔

لالہ کمبخت نرائن: حضور فی راس صرف ایک نفر روپیہ اور نصف آثار شیرینی فدوی خود ہمراہ رخصت لازم جانے کے دے آیا ہے۔"

چچا: "ارے تو وہ رخصتانہ تھا؟"

لالہ: "جی نہیں بیعانہ تھا۔ اقبول عم کرم حضرت سعدی شیرازی۔

نکوئی با بدان کردن چنان است
کہ بد کردن بجائے نیک مردان

ایسے ہی نامعقول سے دشمان ضرب النعلین کا مستحق ہوتے ہیں۔"

ہائے رہ گئے۔ آس لوٹ گئی۔ عشرۂ محرم ناغا ہوا۔ ایک روپیہ میں سال کیونکر بسر ہوگا۔

مین: چچا صبر کیجیے۔ اب تو شام ہوگئی کل یہان سے کوچ ہے اللہ مالک ہے کوئی اور سہارا لگا دیگا۔

لالہ: "مجھے یقین فرمائین کہ تمری سرکار مان نقدا اور پیشگی کا معمول ہے۔"

چچا: "ارے خدا غارت کرے۔ ان نقدا اور پیشگی کو"

بھتیجا: "دو لیجیے ارے کوسنے سے کیا ہوتا ہے۔"

چچا: "نہیں صاحبزادے بھلا مین کیا کوسونگا۔ اپنی جان کو کوستا ہون"

جھینکتے پیٹتے نصیبون کو روتے فرودگاہ واپس آئے دل مین سنا ٹا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ رخصتی کے بعد سیدھے (خشک غلہ) اور کھانے کا دستور نہین پیٹ مین چوہے قلابازیان کھا رہے ہین کیسی نیند اور کیسا سونا۔ کروٹین بدل رہے تھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی۔

چچا: "بھائی یہ کیسا غل ہے افتادہ ذرا خبر تو لانا"

رات آدھی سے زیادہ گذر گئی تھی۔ آغا نے بہ زبردستی بھیجا کہ غل کا سبب دریافت کرے۔ آواز کا خانہ ٹھاکر سے بلند تھی معلوم ہوا کہ ٹھاکر صاحب دفعۃً قلب کی حرکت بند ہو جانے کے باعث بیکنٹھ سدھارے ۱ عزا مصروف ماتم ہین۔ دلیچند بہادر باہر کھڑے ہوئے گریہ کر رہے ہین اور کہتے جاتے ہین:

وارے ان سارے رسالے! (سیہ کا رنج اور شیخو جان) کا جاے نذر یہ ہو رہا ساری کوس کوس کے ٹھاکر کا کھاے ہیں رکھا گئے) دیکھو رم دنیا بھو رہے کوئی جائے کا نہ پائے ہم ایک ایک کا گولی سے مار تب جاؤ۔ ہو ہو ہو ہو ہو"

وائے غضب معدہ کی جڑ سے مارے ڈر کے تین ملڈو یہ نکلا دوڑتا ہوا چچا کے پاس گیا، بچا بچا کو۔ نہیں تو جان کی خیر نہیں"

بڑا بدھنا اگر کھنگ سنبھالا سر پہ پاؤں رکھ کے بھاگے بھگتوں نے بھاگتوں کا پیچھا کیا۔ ایک آدھ پاسی کہتا کہ چور بھاگے جاتے ہیں۔ اب مصیبت کی انتہا نہیں۔ وہ کوڑا ہوا کمیت وہ گھبراہٹ وہ قدم قدم پر ٹرنا۔ وہ چچا کی آہ و زاری، یارو محرم کا زمانہ ہے ہم تو سینہ ہیں۔ یہ دشت ماریہ ہے۔ آج شہادت ہوئی ہوئی تھی۔ افسوس کو گر گورستے ہی محروم ہے۔ جاتے جاتے پھیپھڑی بھول گئی ارے ذرا سا پانی دو۔ چچا بندہ صاحب کہانی ختم ہوئی۔ بندہ نے لیں کال کرے پیشین ہیں سے کوئی اور کام تجویز فرمائیے۔ بندہ کی داستان میں آپ کو بھی ساتھی بنا کے لے جاؤں گا۔ اگر آپ کو بھی ایسی مصیبت کا سامنا ہو تو خدا حافظ معاف فرمایا۔ باقی آئندہ۔

راقم

فرزند امام جعدی

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ڈھول ڈھول گنبد۔ آواز دور بجتیں

کہتے ہیں کہ جرمنی ہمدان انسان نے ایک بم ایجاد کیا ہے۔ یہ ہوائی بم ہے معمولی ہوائی بم سے قدر مختلف بڑا ہے سطح زمین سے ۱/۲ ۴ فیٹ کی بلندی پر پہونچ کر پاش پاش ہو جاتا ہے اور نکیلے اوزار کے ٹکڑے بیچ دو ہزار مربع فیٹ زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ مگر یہ سب دیکھا رہیں ایک طرف اور فرانس کے سامنے رم ہا سکے میاؤں میاؤں کرنا ایک طرف دیکھئے یہ دیکھا رقیامت ہے یہ نشوائی ہے اور دنیا میں اس کا کرتب ہی دیکھائی گے۔

قلاتین بنک کے دو آنے ہتوں کا دیوالہ نکالا۔ شاہ زادیں جاماد کیجیے تو آدھا دیجیے باتنگ کا ستیا امپیریل بنک نے پڑھایا تھا مگر قرض کا سے امپیریل بنک نے گوارا نہ کیا۔ اب بیچارا کی روشن قیامت پر اٹھو، اور ہی رہیں مجھے رہے نجوں نے سو

کال کرنی آج کیجیے آج کرنی اب

پر عمل کیا۔ لکھنؤ کا ایک نامی جرید امپیریل بنک کے طرز عمل سے خوش نہیں ہے کہنا نادر غرانا آجکل کا عام دستور ہے امپیریل بنک کی کی ضرورت نہیں۔

معزز روزنامہ عصر جدید کلکتہ نے شکاگو کی ایک ایک میم صاحب کا حال لکھا ہے جو ۳۲ سال کی عمر میں نانی ہو گئیں۔ یعنی سولہ سال کی عمر میں شادی ہوئی اور تیسویں سال ان کی اولاد صاحب اولاد ہو گئی یعنی ان کی لڑکی دو بچوں کی ماں ہے جس کی عمر سولہ برس کی ہے میم صاحب اس زعم میں ہیں کہ دنیا بھر میں ان سے چھوٹی عمر والی نانی ڈھونڈنے سے نہ ملے گی یہ غلط ہے ہندوستان میں اکثر جگہ کی ماں لگتری خالہ لڑکیاں تیس برس کی عمر میں دادی و نانی بن گئیں اگر وہ بھی سولہ سال سے پہلے تو سمجھ کر بیتیں تو تیس برس کے سن میں نانی ہو سکتی ہیں۔ بیاہ اپنے اختیاری ہے

ابھی تک ترکی اور یونان کا معاہدہ صلح نامہ پر نہیں ٹوٹا۔ اس شام جوانی کی صبح پیری کا ہیں ابھی دیر ہے۔

فرزانگی کے یہ معنی ہیں کہ جب نظام وہول حکومت پر اعتراض ہو تو حکام اعتراضات کو خلوص نیت کے ساتھ جانچنے پر آمادہ ہو جائیں ورنہ رفتہ رفتہ انتظام کی مخالفت منتظمین سے عداوت کا باعث ہو جاتی ہے۔ کیجیے تعصبین

ہر مسلمان اور ہندو متحد ہو گئے ہیں اور جلوس کی ناؤ کو بھی لگایا جاتی ہے۔ ہندوستانی حکومت کمزور نہیں ہے۔ مگر اختلافات کا انجام کیسی ہے لیڈر اصلاحات پر نظر بھی نظر ڈالنے کا حق نو منظور ہونا چاہیے۔ خدا معلوم اگر تعلیم تنی مدت میں ہندوستانی معاملات سے واقف ہو گئے یا نہیں۔ نہوں نے ہوں تو اچھے بیان ناحق معلومات قرض لے لیں۔ اور اصلاحات کی اصلاح پر کمر باندھیں آئندہ اختیار ہے۔

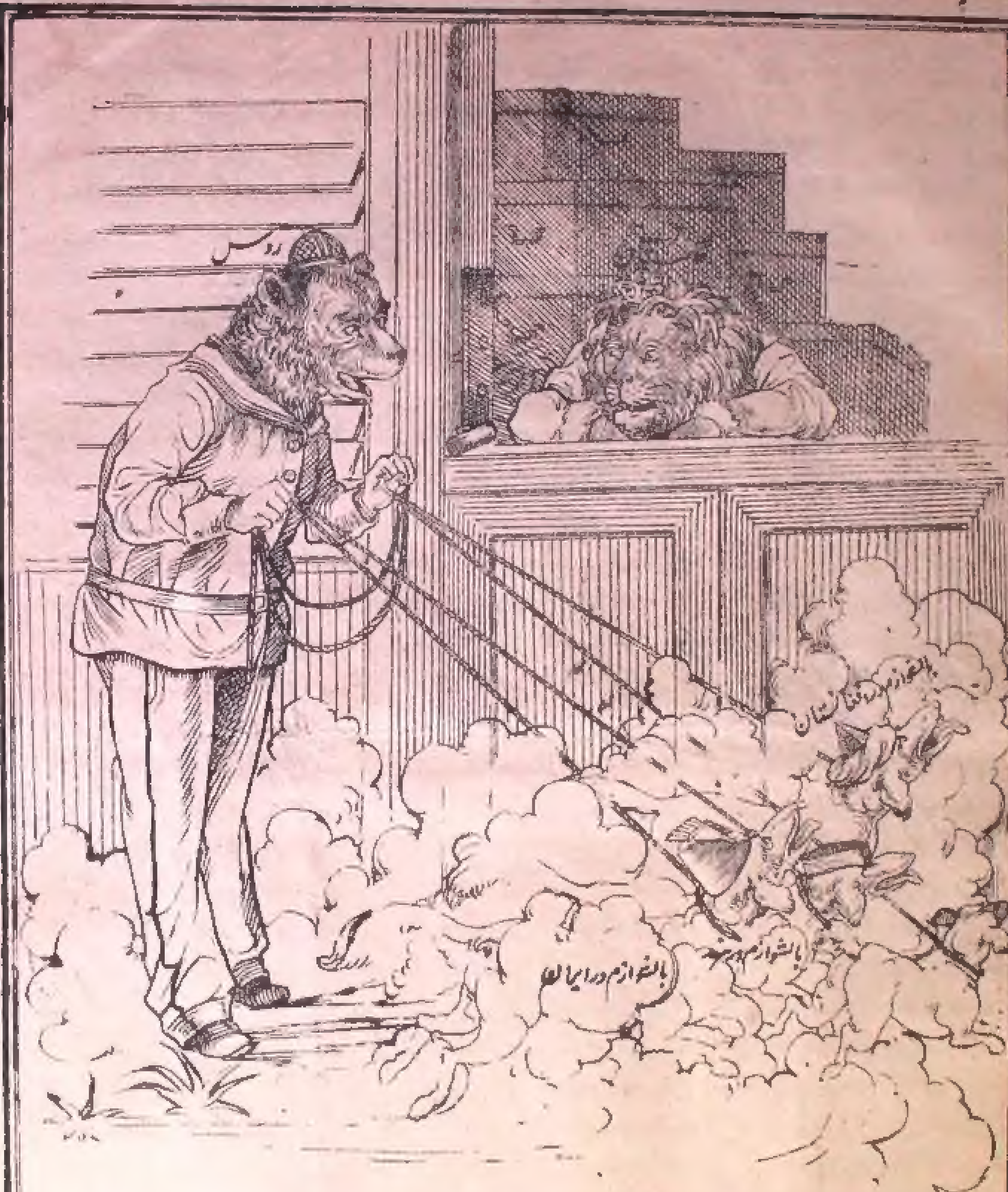
جنگل کی آگ کی طرح نئی دوڑ دوانی کی چلتی بازار میں سانی سے چل جاتی ہے حالانکہ ان تینوں کا دور ماضی ہے انٹیشی گول بھی ہے اور دوسری گیگریں بھی عموما یہاں امیر بھی بازار والے ہیں خرچ کرتے ہیں۔ نبک اور ڈاکخانہ میں پیسہ اٹھیاں جمتی ہیں شہر کے میدان میں آتے ہی چلتی ہیں۔ ہم کو جنگل کے ساتھ ہے اختلاف ہے اور تامنسوخی اختلاف باقی رہے گا لیکن مسلم اجرا پر ایمان اور مسلم کی تکفیر صحیح نہیں ہے سب سفید رہیں یا سب باقی رہیں۔

یہ معلوم نو خیزی کی قرنت میں کیا کو رکا پھول پڑ گیا ہے کہ کسی طرح ختم ہی نہیں ہوتی ملنجات میں انقلاب عظیم ہو رہا ہے کی تیاریاں ہیں اور ابھی لہو جاری ہے حکومت بدل گئی کسان ہی حکومت کو بھی بدلنا چاہتے ہیں۔ یورپ کی حکومتیں بھی عجب و غریب ہیں معشوق کی نگاہ کی طرح پلک جھپکاتے ہی بدل جاتی ہیں۔

دعائے دوست

الحمدللہ خیریت ہے دو پرچے ایک ساتھ شائع کیے جاتے ہیں آئندہ پرچہ اپنے وقت پر شائع ہوگا شکریہ ہے کہ ابتدائی سال سے نا ایڈیٹر کو کوئی نمبر ناغا نہیں کیا گیا۔

منیجر



خیالی گرگ بغل

انگلستان " اپنے بھیڑیوں کو روکو تو پھر ہم مین اور تم مین کوئی جھگڑا نہین "

روس " غنیمت ہے کہ رسّی میرے ہاتھ مین ہے اگر پٹا ٹوٹ جاے تو حال معلوم ہو "